سے متاثر کر کے معنوی طور پر اسلام کے قانونِ عدل کو نافذ کرانے کے لئے بہت کچھ کر سکتے ہیں جب اقلیت میں ہو کر وہ یہ سب کچھ کر سکتے ہیں تو اکثریت میں ہو کر کیا کچھ نہیں کر سکتے۔

درویش صفت باش و کلاہ تتری دار

یاد ہو گا ۱۹۵۳ء میں مغربی پاکستان میں بسلسلۂ تحریک ردِّ قادیانیت شدید قسم کے فسادات ہو گئے تھے جن کی وجہ سے حکومت کو مارشل لا نافذ کرنا پڑا تھا" جب یہ سلسلہ ختم ہو گیا تو حکومت نے ان فسادات کے وجوہ و اسباب اور ان سے متعلق دوسرے امور و مسائل کی تحقیق کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا تھا جس کے صدر جسٹس محمد منیر تھے۔ اس کمیشن نے بڑی محنت اور قابلیت سے ایک ضخیم رپورٹ مرتب کر کے ۱۹۵۴ء میں پیش کی اور وہ اسی سال بڑی تقطیع کے تقریباً چار سو صفحات پر گورنمنٹ پریس لاہور سے چھپ کر شائع ہو گئی تھی۔ یوں تو یہ پوری رپورٹ ہی از اول تا آخر قوم کے اخلاقی انحطاط اور فکر و نظر کی واماندگی و پستی کا ایک نہایت افسوسناک اور عبرت انگیز مرقع ہے لیکن ہمارے موضوع گفتگو کی مناسبت سے اس رپورٹ کا ایک باب جس کا عنوان "غیر مسلم ریاستوں کے مسلمانوں پر ردِّ عمل" ہے، خاص طور سے پڑھنے کے لائق ہے اس باب سے اندازہ ہو گا کہ جو لوگ بلا سوچے سمجھے محض جذبات کی رو میں بہہ کر بار بار "اسلامی حکومت" کا نام لیتے ہیں اُن کا ذہن کس درجہ ماؤف اور خطرناک ہے؟ دو ایک اقتباسات آپ بھی ملاحظہ فرما لیجئے۔

جسٹس محمد منیر نے متعدد علماء سے یہ سوال کیا کہ "جس طرح آپ لوگ پاکستان میں مذہب کی بنیاد پر قائم شدہ ایک اسلامی حکومت چاہتے ہیں اگر اسی طرح بھارت میں ہندو اپنے مذہب کی بنیاد پر حکومت قائم کریں تو آپ ان کو اس کی اجازت دیں گے؟ اس سوال کے جواب میں مولانا ابو الاعلیٰ مودودی نے کہا" بیشک! مجھکو اس وقت بھی کوئی اعتراض نہ ہو گا جب کہ اس ہندو گورنمنٹ کے ماتحت مسلمانوں کے ساتھ شودروں اور ملیچھوں کا سا برتاؤ کیا جائے اور منو کے قانون کے ماتحت مسلمانوں کو گورنمنٹ میں حصہ لینے اور دوسرے شہری حقوق سے محروم کر دیا جائے'' (ص ۲۲۸) جو بات مولانا نے کہی ہے اسی کو بعینہٖ یا الفاظ کے کچھ رد و بدل کے ساتھ سید عطاء اللہ شاہ بخاری، میاں طفیل احمد غازی سراج الدین منیر اور دوسرے اصحاب نے بڑے زور اور قوت کے ساتھ کہا ہے۔ اور صرف یہی نہیں

بلکہ ان حضرات نے دنیا کے سب مسلمانوں کی طرف سے خود ساختہ نمائندہ بن کر یہ بھی کہہ دیا ہے کہ :-
"مسلمان کسی غیر مسلم حکومت کے وفادار ہو ہی نہیں سکتے اور نہ وہ اس حکومت کے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں" اس باب کو پڑھکر محسوس ہوتا ہے کہ چند مذہبی دیوانوں (Fanatics) کا ایک گروہ ہے جس نے دماغی توازن کو برطرف کر کے رکھ دیا ہے۔ اور جذب و سرمستی کے عالم میں جو اُس کے منہ میں آتا ہے کہے چلا جاتا ہے۔ وہ نہ اسلام سے آشنا ہے اور نہ زندگی کے موجودہ معاملات و مسائل سے باخبر!

غور کیجئے! یہ ذہنیت جو آج دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کی رسوائی کا سب سے بڑا سبب ہو کس چیز کا نتیجہ ہے ؟ اور غیر مسلم اکثریت کے ملکوں کے تئیں کروڑ مسلمانوں کو کفر و شرک کے ہاتھوں فروخت کر دینے کا حوصلہ کس نے پیدا کیا ؟ صرف مسلم اکثریت کے ملکوں میں " اسلامی حکومت" قائم کرنے کے جذبۂ بے اختیار نے ! کیا اسلام کے عالمگیر مسائل کا یہی حل ہے؟ اور کیا اسلامی اتحاد اور اسلامی اخوت و محبت کے خواب کی تعبیر یہی ہے ؟

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے مذکورہ بالا بیان میں یہ بھی کہا ہے " اور آج بھارت کے مسلمانوں کے ساتھ سچ مچ معاملہ بھی یہی ہو رہا ہے۔ قدرت کی عجیب ستم ظریفی ہے کہ چند برس بھی نہ ہوئے تھے کہ مولانا کا یہ کہا خود اُن کے سامنے آگیا۔ ہر شخص دیکھ رہا ہے کہ وہاں اسلامی حکومت میں جماعت اسلامی ممنوع اور غیر قانونی جماعت ہے، اس کے کارکن نظر بند ہیں، اُس کے فنڈ پر حکومت کا قبضہ ہے اور اس جماعت کا بانی اور صدر جو اسلام کا سب سے بڑا غازی اور مجاہد ہے اپنے ملک میں اپنے اور اپنی جماعت کے بنیادی شہری حقوق حاصل کرنے کے لئے جدّو جہد کرنے کے بجائے نجد و حجاز کے لوگوں کو دعوتِ اسلام دینے میں وقت گذارتا پھر رہا ہے۔ لیکن اس کے برخلاف یہاں سکولر حکومت کے زیر سایہ جماعت اسلامی کو تحریر و تقریر، تبلیغ و اشاعت اور نقل و عمل کی مکمل آزادی حاصل ہے۔ اور اس جماعت کی کانفرنسیں ہوتی ہیں تو مقامی میونسپل کمیٹیاں اُن کے ساتھ تعاون کر کے سہولتیں اور آسانیاں بہم پہونچاتی ہیں۔ جھوٹ کا یہی وہ جادو ہے جو سر چڑھ کر بولتا ہے۔

مسلمانو! خدا کے لئے عقل و ہوش سے کام لو، زمانہ کی ہوا کا رُخ پہچانو، یہ سمجھنے کی کوشش کرو

ص۴۹ پر کہ دین کیا ہے؟ اس کا مقصد کیا ہے؟ پیغمبر اور ان کی دعوت و تبلیغ کیا تھا؟ ہر زمانے کے سمجھا رہا ہے ہیں، اس زمانہ میں اقامت دین کا مقصد کیونکر حاصل ہو سکتا ہے؟ جو قوم حقائق پر سنجیدگی سے غور کرنے کی عادت ترک کر کے محض چند نعروں کو اپنا سرمایہ حیات بنا لے ... اس کی زندگی کا ... حاصل نہیں ہو سکتا۔ وکلی منقصان حسیبا۔